مولانا مجاہد الحسینی

اسلامی معاشرت اور پاکستانی ٹیلی ویژن

تحریک قیام پاکستان کے دوران شد و مد کے ساتھ اور زور دے کر یہ بات کہی گئی تھی کہ متحدہ ہندوستان میں چونکہ ہندوؤں اور غیر مسلموں کی تہذیب و معاشرت سے مسلمانوں کو بچانا مشکل ہے، اسلامی اور غیر اسلامی تہذیبیں مشترک نہیں ہوسکتیں، اس لئے اسلامی مملکت پاکستان کا قیام از بس ناگزیر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کی نیک خواہشات کی تکمیل کیلئے مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آ گئی۔ اس کے ابتدائی مرحلے میں پروپیگنڈے کے ذریعہ صرف ریڈیو ہی تھا، ٹیلی ویژن کی سہولت میسر نہ تھی۔ اس لئے مسلمانوں کی تہذیب و معاشرت میں کوئی زیادہ تشویش ناک خرابی واقع نہ ہوئی۔

جب سے ٹیلی ویژن کی لعنت پاکستان پر مسلط ہوئی، اس نے ہندو غیر مسلموں کی تہذیب سے اپنی مسلم معاشرت کا اور جاں گداز حالات اور لاکھوں انسانوں کی جانی قربانیوں اور عصمتوں کی بربادیوں کے بعد پاکستان میں آنے والوں کا جس طرح حلیہ بگاڑا ہے اور غیر مسلموں کا آلہ کار بن کر ہماری مسلم روایات جس طرح ختم کی ہیں، وہ محتاج تذکرہ نہیں ہے۔ اس سلسلے میں بھارتی لیڈر سونیا گاندھی کا یہ جملہ عبرت کیلئے کافی ہے کہ ''ہم اگرچہ پاکستان کا وجود مکمل طور پر ختم نہیں کر سکے لیکن پاکستان ٹیلی ویژن کو اپنے رنگ میں ڈھالنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے اور پاکستان ٹیلی ویژن کی نشریات بھارتی نشریات کا چربہ ہیں''۔

جہاں تک الیکٹرونکس میڈیا کی نشریات کا تعلق ہے، اس کی بابت اخبارات میں کئی احتجاجی ادارئیے اور مضامین شائع ہو چکے ہیں لیکن گزشتہ ماہ کے اخبارات میں علاقہ اقبال ٹاؤن لاہور کے رہائشی اور اسٹیٹ بینک کے ریٹائرڈ افسر عبدالرفیق کے قتل اور اس کی اہلیہ کے زخمی ہونے کی جو خبر شائع ہوئی ہے، اسے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ پاکستان میں ٹیلی ویژن کے اثرات بد کہاں تک سرایت کر چکے ہیں۔

خبر میں بتایا گیا ہے کہ عبدالرفیق کا اکلوتا بیٹا جسے نہایت ناز و تمناؤں سے پالا گیا تھا اور اسے کرکٹ بورڈ میں پندرہ ہزار روپے ماہوار کی ملازمت بھی میسر تھی، وہ ٹیلی ویژن کی ایک اداکارہ کی محبت میں گرفتار ہو گیا اور برے کاموں میں سرگرمی کا مظاہرہ کرنے لگا۔ ماں باپ نے بہت سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا، اپنی تنخواہ کے علاوہ اپنے والدین سے بھاری رقوم کا مطالبہ کرنے لگا، باپ کے منع کرنے پر منظم نامی اکلوتا، لاڈلا بیٹا بدتمیزی پر اتر آیا۔ چنانچہ گزشتہ ماہ اپنے والد سے

پھر تکرار ہوگئی اور اس نے پستول سے باپ کا سینہ چھلنی کر دیا، ماں جان بچانے کو آگے بڑھی تو اسے بھی زخمی کر دیا، اس طرح یہ خاندان تباہی و بربادی سے دوچار ہو گیا ہے۔

ٹیلی ویژن نے ایک عرصے سے اسلامی تہذیب و معاشرت اور پاکستانی کلچر کے خلاف جو زبردست مہم چلا رکھی ہے، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ پاکستان میں قتل و غارت گری، عصمت دری، گینگ ریپ اور چوری، ڈکیتی کے پرتشدد اور شرمناک واقعات روزمرہ کا معمول بن گئے ہیں۔ ٹیلی ویژن نوجوان لڑکے لڑکیوں کیلئے بے راہ روی اور دہشت گردی کا تربیتی ادارہ بن گیا ہے۔ اس کے ذریعے جو ڈرامے دکھائے جاتے ہیں جو ناچ گانے نشر کئے جاتے ہیں، انتہائی درجہ شرمناک اور حیا سوز ہوتے ہیں۔ ان نشریات کا پاکستانی تہذیب و معاشرت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے، نوجوان لڑکیوں سے جو اداکاری کرائی جارہی ہے اور پی ٹی وی پر عریانی کا جو مظاہرہ ہو رہا ہے، اس سے ایسے ہی لڑکے، لڑکیاں جنم لیں گے جو اپنے ماں باپ کی عزت ہی خاک میں نہیں ملا دیتے بلکہ ان کی جان کے بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ پاکستان کے تمام الیکٹرونکس ادارے پاکستان کے نہیں بلکہ ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کی تہذیب و تمدن کو فروغ دینے اور ان کے پروپیگنڈے کا مؤثر ذریعہ بن گئے ہیں، جب تک ان کی نشریات کا موجودہ طریقہ کار جاری ہے، اس وقت تک پاکستان کے اندرونی حالات بدمعاشی، قتل و غارت گری، دہشت گردی اور تشدد آمیز واقعات سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

حکمران مختلف شعبوں میں اصلاحات کے اقدامات کی بات کرتے ہیں، یہ ٹیلی ویژن کی نشریات میں بے ہودگی اور لچرپن کا عنصر کیوں برداشت کیا جارہا ہے اور ٹیلی ویژن کے ارباب اختیار کو کیوں کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ وہ پاکستان کی نوے پچانوے فیصد آبادی کے جذبات اور ان کی اسلامی معاشرت کو نظر انداز کر کے پانچ فیصد بلکہ اس سے بھی کم چند غیر مسلم فرموں کے مفاد کی خاطر اور ان کے مالی تعاون سے مسلم اکثریت کی تہذیب و معاشرت کا حلیہ بگاڑتے رہیں اور اسلامی تہذیب و تمدن کی ایک ایک نشانی مٹاتے رہیں۔ حکومت خصوصاً صدر مملکت کو اس خبر کی ہولناکی کا احساس کرتے ہوئے مسلم گھرانوں، والدین اور ان کی اولاد پر رحم کرنا چاہیے، ورنہ مغربی تہذیب و معاشرت کے برے اثرات اب اقتدار کو بھی اپنی لپیٹ میں لینے کا سبب بن سکتے ہیں۔

کیا ہے کوئی عبرت و نصیحت پر عمل پیرا ہونے والا؟